نویں فصل:

اہل بیت کے بارے میں
اہل سنت اور دیگر فرقوں کے عقیدے میں تقابل

گزشتہ بحثوں سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ افراط و تفریط سے محفوظ ہے، اس میں غلو ہے نہ تنقیص۔ وہ سب سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں، کسی کی تنقیص نہیں کرتے ہیں اور نہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ گویا وہ صحابہ اور اہل بیت دونوں سے بیک وقت محبت رکھتے ہیں۔ بخلاف گمراہ فرقوں کے کہ وہ اہل بیت کے کچھ افراد سے تو محبت میں غلو کرتے ہیں مگر بہت سے اہل بیت اور دیگر صحابہ سے بغض رکھتے ہیں اور ان کی تنقیص کرتے ہیں۔ اہل بیت کے بارہ ائمہ یعنی علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نو اماموں کے بارے میں اس گمراہ فرقے کے غلو کی ایک مثال کلینی کتاب ''الاصول من الکافی'' کے مضامین ہیں جس کے چند ابواب ملاحظہ ہوں: باب: ائمہ کرام علیہم السلام زمین میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے دروازے ہیں جن کے بغیر اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ (۱/۱۹۳)

باب: ائمہ علیہم السلام وہ علامات ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ (۱/۲۰۶)
اس باب میں شیعی راویوں سے مروی تین روایات ہیں جن میں قرآن مجید کی آیت کریمہ ﴿وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ﴾ کی یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ ''نجم'' سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے آل ہیں اور ''علامات'' سے ائمہ کرام مراد ہیں۔

باب: ائمہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔(۱/۱۹۴) اس باب میں بھی چند شیعی روایات ہیں۔ان میں سے ایک حدیث کی سند ابوعبداللہ امام جعفر صادق تک پہنچتی ہے، جس میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کی گئی ہے:

﴿اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (النور: ٢٤)

امام جعفر صادق کی طرف اس کی تفسیر یوں منسوب کی گئی ہے کہ ''مشکوٰۃ'' سے مراد حضرت فاطمہ ہیں۔ ''مِصْبَاحٌ'' سے مراد حضرت حسن ہیں۔ ''زُجَاجَةٍ'' سے مراد حضرت حسین ہیں۔ ''كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ'' سے بھی حضرت فاطمہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا کی عورتوں میں روشن ستارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ''شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ'' سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔، ''شَرْقِيَّةٍ'' سے مراد یہودیت اور ''غَرْبِيَّةٍ'' سے مراد عیسائیت ہے۔ ''زَيْت'' سے مراد علم ہے۔ ''نُورٌ عَلَى نُور'' سے مراد ائمہ کرام ہیں جو یکے بعد دیگرے آئے۔ ''لِنُورِهٖ'' سے مراد بھی ائمہ کرام ہیں۔

باب: قرآن مجید میں مذکور لفظ ''آیات'' سے ائمہ کرام مراد ہیں۔(۱/ ۲۰۷)

اس باب میں ﴿وَمَا تُغْنِي الآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے: ''آیات'' سے مرد ائمہ کرام ہیں۔اسی طرح ایک دوسری آیت ﴿كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا﴾ میں ''آیات'' سے تمام اوصیاء مراد لیے گئے ہیں۔گویا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آل فرعون پر اس لیے عذاب آیا کہ انہوں نے اوصیاء یعنی ائمہ کرام کی تکذیب کی تھی۔

باب: جن اہل ذکر سے اللہ نے پوچھنے کا حکم دیا ہے ان سے مراد ائمہ کرام ہیں۔(۱/ ۲۱۰)